© rasailojaraid.com

ڈاکٹر محمد ریاض

نظامِ فتوت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات

فُتوّت ایک عملی نظام ہے۔ اور اس میں جسمانی اور روحانی تربیت کی بے حد ضرورت ہے چنانچہ تصوف کی مانند کوچۂ فتوت میں داخل ہونے کی خاطر بھی ایک مفصل کورس ترتیب دیا ہوا نظر آتا ہے اور اس ضمن کی نمایاں باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

آداب و رسوم

عاقل و بالغ اور مروّت، حیا اور استقامتِ احوال کے حامل نوجوان (مرد) مسلکِ جوانمردی سے وفادار رہنے کا حلف نامہ اٹھا کر، اس نظام کی رکنیت کے "امیدوار" بن سکتے تھے مگر اس امیدواری کو عملی رکنیت میں مبدّل کرنے کے سلسلے میں کئی اخلاقی اور عملی اوصاف کو نظر میں رکھا جاتا تھا۔ دورِ انحطاط کے فتیان کی بد اخلاقیاں مسلّم، مگر اس نظام کے عروج کے دور میں، اخلاقی ضوابط بڑے سخت تھے۔ ابن المعمار الحنبلی بغدادی کتاب الفتوۃ میں رقم طراز ہے کہ فتیان کو لازم ہے کہ وہ دو سو کبائر و صغائر سے محترز رہیں اور ان کبائر و صغائر کو گنا ہوں کی فہرست بھی دیتا ہے۔ یہی مصنف لکھتا ہے کہ ہر وہ کام جس کے ارتکاب سے دعوۂ اسلام باطل ہوتا ہو، اس کے کرنے سے فتوت بھی باطل و زائل ہو جاتی ہے۔ دیگر کتبِ فتوت میں عام طور پر بہتّر ایجابی اور چالیس سلبی شرائط مذکور ہیں جن سے فتوت کو تقویت یا ضعف ہوتا ہے۔ بہتّر ایجابی کاموں میں "امیدوار" کا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، بخشش کو واپس نہ لینا، ہر قسم کے ماحول سے نباہ کرنا، بزرگانِ فتوت کا احترام کرنا اور حتی الامکان حقوق العباد کو بجا لانے کی کوشش کرنا شامل ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے ایک شاعر (عطار[1]) نے بہتّر ایجابی شرائط کو ایک چوراسی اشعار کے منظوم فتوت نامہ

[1] ڈاکٹر محمد ریاض خان، فتوت [illegible] شمارہ ۸ سال ۱۹۷۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں بیان کردیا ہے۔ اس دلچسپ نظم کا نمونہ یہ ہے :-

چنیں گفتند پیرانِ مقدم
کہ از مردی نزدندی درمیان دم

کہ ہفتاد و دو شد شرطِ فتوت
یکی زاں شرطہا باشد مروت[۱]

سلبی یعنی فتوت سے محروم کردینے والی شرائط میں مختلف پیشہ وروں اور افراد معاشرہ کو ضرر پہنچانے والوں کو شامل کیا جاتا رہا ہے۔ خود غرض، ذخیرہ اندوز، بہتان تراش، کارِ خیر میں روڑے اٹکانے والے، برائی پر مُصر، راشی، مرتشی اور "تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" سے رُوگرداں لوگ اس فہرست میں شامل تھے مگر بعد کے ادوار میں پیشہ ور، معزز فتیان مانے جانے لگے تھے۔

نظامِ فتوت کی رکنیت کا امیدوار (اصطلاح میں طالب یا صغیر) شخص اس نظام کے کسی رکن (استاد یا مطلوب، از روئے اصطلاح) کے توسط سے اپنی درخواست "پیرِ فتوت" (ناظر اور نقیب اس کے دوسرے القاب ہیں) کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ اس کے بعد چالیس روز تک اُسے "پیرِ فتوت" اور "استاد شد" طالب کی رکنیت قبول ہوجانے کے موقع پر اس کا مخصوص کمربند باندھنا (اس رسم کا ذکر آئے گا) کی خدمت کرنا پڑتی تھی۔ اس دوران اسے سالکانِ تصوف کے "چلّے" کی مانند، مختلف جسمانی امتحانات سے گذرنا ہوتا تھا اور اگر ان مراحل کو وہ کامیابی کے ساتھ طے کرے اور تجربہ کار فتیان اس کے بارے میں موافق رائے دیں تو اسے "ابن" (فرزند) کا لقب دیا جاتا تھا۔ "ابن" سے "فتیٰ" کہلانے کا ایک دوسرا مرحلہ تھا۔ فتیان کے "زاویۂ مرکزی" میں ایک اجتماع کیا جاتا اور وہاں چند رسوم کی انجام دہی کے بعد ایک یا کئی "ابن"، "فتیٰ" کہلانے لگتے تھے۔

فتیان کے مجمع خاص و عام کی رسوم بھی عجیب و غریب تھیں۔ ان رسوم کی ادائیگی کے "پیرِ فتوت" "استاد شد" اور "ابن" مکلف تھے۔ ماحصل یہ کہ "پیرِ فتوت" اس موقع پر ۲۸ امور انجام دیتا تھا۔ ان امور کو فتیان نے فرائض، سنن اور مستحبات کا نام دے رکھا تھا[۳]۔ "ابن" ایک یا

---

[۲] المروة شعبة من الفتوة ... هي صفة باطنة والفتوة صفة ظاهرة من فعل الخير والكف عن الشر" کتاب الفتوة لابن المعمار، ص ۱۴۹

[۳] تفصیل فتوت نامہ سلطانی میں ہے۔ تعنی مرانی ماہنامہ "ارمغان" میں ان رسوم کی تلخیص چھپ چکی ہے، مطلب تک پانچ قسطیں [illegible] ۱۹۶۱ [illegible]

© rasailojaraid.com

زیادہ، جوانمردانِ شہر اور حاضرین کی تواضع کا اہتمام کرتے تھے۔ شیرینی، حلوہ اور پھل تقسیم کیے جاتے اور خوشی منائی جاتی۔ اس کے بعد "استاد شد" اور "ابن" دو سجادوں پر قبلہ رو ہو کر ساکت و صامت بیٹھ جاتے اور "پیرِ فتوت" قرآن مجید کی ان آیات کو تلاوت کرتا جن میں فتوت کا ذکر اور الفاظ سے عہد کی تعلیم ہے۔ اس موقع پر "ابن" سے معدود الفاظ کا حلف لیا جاتا، اسے خرقۂ فتوت پہنایا جاتا، وہ نمکین پانی کا گلاس (کاسۃ الفتوۃ) پیتا، مخصوص قسم کی سروال (شلوار) پہنتا اور ایک کلاہ کو زیب سر کرتا۔ "استاد شد" اس کے ازار بند کو تین گرہیں لگاتا (شدّ بندی) ابن اٹھتا اور خاص قسم کی شمع کو روشن کرتا۔ یہ گویا مراسم کے انجام پذیر ہونے کا اعلان تھا۔ اس موقع پر اعلان کر دیا جاتا کہ آج فلاں ابن فلاں "فتیٰ" بنا اور فتیان کی برادری کا باقاعدہ رکن قرار پایا ہے۔ ان اشارات کی روشنی میں "فتیٰ" بننے کی مشکلات واضح ہیں۔

مذکورہ عجیب رسوم کی توجیہات بالاختصار ملاحظہ ہوں:-

شلوار (سروال) عفت، عظمت، اور پاکدامنی کی مظہر تھی جب کہ "کلاہ" عزت و احترام کی علامت۔ میر سید علی ہمدانی رسالہ "فتوتیہ" میں لکھتے ہیں "خرقۂ فتوت کی نمایاں علامتیں کلاہ اور شلوار (سراویل) ہیں۔ کلاہ احترام و وقار کی علامت اور شلوار عفت و پاک دامنی کی مظہر ہے۔ شلوار پوشی ستر شرعی کا لازمہ بھی ہے۔ عبادات میں مرد کا ستر از ناف تا زانو ہے اور شلوار اس مقام کی ساتر ہے۔ مشہور ہے کہ ابوالفتیان حضرت ابراہیمؑ کو ستر پوشی کے لیے تاکیدی وحی آئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دو شلواریں بنا رکھی تھیں ایک کو دھلاتے تو دوسری پہنتے تھے۔ اہل فتوت اسی سنتِ خلیلیؑ پر عمل کرتے ہیں۔"[۴]

کتبِ فتوت میں شلوار (علامتِ عفت) کا خاص ذکر ملتا ہے۔

"شدّ بندی" (ازار بند کو گرہیں لگانا) عفت کی صیانت کی علامت ہے۔ کتبِ جوانمرداں میں مرقوم ہے: "سرینہ، سروال مدہ" ناصری سبزواری اپنے منظوم "فتوت نامہ"[۵] میں شلوار پوشی اور

---

۴ ماہنامہ فکر و نظر مارچ ۱۹۷۱ء ص ۶۸۰

۵ فرہنگ ایران زمین شمارہ ۱۰۔ سال ۱۳۴۰ش: تصحیح و تحشیہ از سعید نفیسی۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شدّ بندی (ازار بند میں تین گرہیں لگانے) کی نادر مثالیں پیش کرتا اور روایات کا سہارا لیتا ہے اس کے بقول حضرت ابراہیمؑ (مع حضرت اسماعیلؑ) خانۂ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے تو حضرت جبریل امینؑ نے آپ کو ایک بہشتی سراویل پہنائی اور اس کے ازار بند میں تین گرہیں لگائی تھیں۔ فتیان کی یہ رسوم سنّتِ خلیلؑ پر عمل کرنا ہے کہ:

اولش بندد "میانِ تربیہ" — تاکہ حاصل گردد او را تصفیہ
ہم دوم بستن برائے خدمت است — ہم چنیں از بہرِ جاہ و حشمت است
لیک ایں را آخرش "صحبت" بود — از وجودش خلق را راحت بود

یہی شاعر کہتا ہے کہ نمرود لعین نے حضرت ابراہیمؑ کو آتشِ سوزاں میں ڈالتے وقت آپ کی بے حرمتی کی کوشش کی تھی اس موقع پر حضرت جبریلؑ امین ایک بہشتی سراویل لے کر حاضر ہوئے اور آپ کے جسمِ مطہر سے اسے زیب و زینت دی:

تا نہ بیند ہیچ کس اندامِ او — تا نشنید بدی در نامِ او
پس اساس و رسمِ شلوار ای رفیق — ماند از ابراہیمؑ در بابِ طریق

شاعر کی ان بے اصل روایات میں ہی مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ شلوار آنحضرتؐ کو پہنچی اور آپؐ نے اُسے حضرت علیؓ کے حوالے کر دیا۔ فتیان کے نزدیک استناد کی خاطر یہ باتیں اہمیت رکھتی ہیں۔ آبِ نمکین پلانے کی رسم کو بھی فتیان مسنون مانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ رسولِ پاکؐ نے حضرت علیؓ کو "کاس الملیح" سے پلایا تھا۔ اس رسم کی توجیہ میں "نمک" (ملح) کی اہمیت پر توجہ دی جاتی رہی ہے "نمک" میں لذّت اور ملاحت ہے۔ اس کا استعمال کئی صوری و معنوی فوائد کا متضمن ہے۔ فقہی اصطلاح میں نمک "استحالہ" میں ممد ہے "استحالہ" سے اشیا کے اوصاف اس طرح بدل جاتے ہیں کہ حرمت، حلّت کا حکم پیدا کر لیتی ہے "نمک" "پلید گیل" کو نابود کر دیتا ہے ظاہری حسن کی آن بان کو بھی "بانمک" ہونے سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے مومن حواریوں سے فرمایا تھا "تم زمین کا نمک ہو" آنحضرتؐ کا ارشاد ہے "کان یوسف حسناً ولکنّی املح" اور صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے "ملیح الانام" کے کلمات سے یاد فرمایا ہے۔[6]

---

۶ بدیع الزمان فروزانفر: احادیث مثنوی [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا ئے روم مثنوی کے دفترِ اوّل میں پیرِ چنگ نواز کی داستان میں فرماتے ہیں:

آں نمک کز وی محمدؐ املح است　　زآں حدیث با نمک او افصح است

ایں نمک باقی است از میراثِ او　　با تو اند آن، وارثانِ او بجو!

سبب کچھ بھی ہو، کاس الفتوۃ سے پانی پینا، فتیان کا شعار رہا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ عمل "حقِ نمک" پہچاننے کی خاطر رہا ہے۔

اخیّت: لفظ "اخ" بہ معنی برادر ہے اور "اخی" "میرا بھائی" مگر نظامِ فتوت میں "اخی" جوانمرد اور فتی کا معادل ہے۔ شاہِ ہمدان کے رسالہ فتوتیہ میں لکھا ہے "نظامِ فتوت کی اصطلاح "اخی" بہت پہلے سے لوگوں میں رائج رہی مگر کم ہی افراد اس کی اصل سے آگاہ ہوں گے ... "اخی" وہ ہے جو اوصافِ فتوت کا حامل ہو ... "اخی" بننے کے امیدوار کے لیے لازم ہے کہ اس میں سخاوت، عفت، امانت داری، شفقت، علم، تواضع اور تقویٰ کی صفات جلوہ گر ہوں اور وہ عملی تربیت الخدمت کے مراحل طے کرچکا ہو"[۵۷]۔ "اخی" کے بارے میں اس تصریح کے باوجود اور اسلام میں اخوت و مواخات کی تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی کہ "انما المؤمنون اخوۃ" بعض مستشرقین "اخی" کی اصطلاح کو ترکی آذربائیجانی لفظ "آقی"[۵۸] بہ معنی سخی و فیاض کا معرب مانتے ہیں۔

"تاریخِ اسلام میں "اخیت" (اخیۃ کا اسلوب) نظامِ فتوت کا ایک دوسرا نام ہے۔ ساتویں آٹھویں صدی ہجری میں ایرانِ قدیم اور بعض عرب ممالک میں "اخیت" کے مراکز، نظامِ فتوت کے زوایا اور لنگر خانوں کی صورت میں موجود تھے۔ فتیان اور اخیہ اجتماعی رفاہی کاموں میں معروف رہتے تھے۔ وہ جو کچھ کماتے "رئیس لنگر خانہ" کے پاس جمع کرواتے اور اس رقم سے غریبوں اور بے نواؤں کی مدد کی جاتی تھی۔ ناصری سیواسی کے منظوم "فتوت نامہ" اور ابن بطوطہ طنجی مراکشی (۷۰۳ تا ۷۷۹ھ) کے مشہور "الرحلہ" (سفرنامہ) میں "مراکز اخیان" کی سرگرمیوں کے بارے میں کافی اشارات موجود ہیں۔ ناصری نے سیواس اور اناطولیہ کے نواح میں "مراکز اخیت" کی طرف اشارے کیے ہیں، جب کہ ابن بطوطہ ایران اور موجودہ ترکی کے دوسرے شہروں کے "اخیہ" کے بارے میں بھی روشنی

۵۷ کتاب الفتوۃ (رسالہ فتوتیہ) مطبوعہ ادارۂ اوقاف لاہور ۱۹۷۱ء

© rasailojaraid.com

۵۸ فرانتز تیشنر۔ مجلہ دانشکدہ ادبیات تہران شمارہ ۴ سال ۱۳۳۵ش۔ ص ۸۲

© rasailojaraid.com

ڈالتا ہے۔ مراکشی سیاح لکھتا ہے: "اگرچہ شیراز اور اصفہان کے 'جوانمرد' مہمان نوازی، اور غریب پروری میں بے نظیر ہیں مگر اناطولیہ اور اس کے نواحی علاقوں کی 'جماعتِ اخوہ' کی اور ہی بات ہے۔ مجھے اپنے طویل سفر کے دوران ایسے نیک سرشت، بے غرض اور دوسروں کے رفاہ کا خیال رکھنے والے لوگ نظر نہیں آئے"۔ ابن بطوطہ ان 'حزب الاخوۃ' کی تشکیلات کا بھی ذکر کرتا ہے مثلاً ایک 'خراز' اخی' کے بیان میں لکھتا ہے: "تقریباً دو سو اہل حرفہ اور دستکار اس خراز کے ماتحت ہیں۔ یہ لوگ جو کماتے ہیں اپنے ماتحتین کی سرپرستی کے علاوہ بچت کو رئیسِ گروہ کو دیتے اور اس کے توسط سے 'رئیسِ لنگرخانہ' کو پہنچاتے اور اس رفاہی مرکز کا خرچ چلاتے تھے"۔ ابن بطوطہ نے بعض انتہا پسند عیاروں اور شاطروں کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً جمال لوک سجستانی (سیستانی) نامی "اخی عیار" کے بارے میں لکھتا ہے: "...اس سیستانی عیار نے عرب و عجم کے شاہسوار جوانمردوں کا ایک بڑا گروہ اپنے گرد جمع کر لیا ہے اور ان کی مدد سے غاصبانِ حقوق کی خبر لیتا ہے.. وہ دوسروں کی خاطر راہزنی کرتا ہے مگر کسی پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یہاں مشہور ہے کہ وہ دست بدعا رہتا ہے کہ خدا ایسے لوگوں کو ہی اس کی تاخت و تاز کا نشانہ بنائے جو صاحبِ نصاب ہو کر زکوٰۃ نہیں دیتے یا استطاعت کے باوجود مستحقین کی اعانت نہیں کرتے۔ جمال لوک عیار، مالِ یغما سے 'مراکزِ اخوت' کی سرپرستی کرتا اور محتاجوں کی مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے عیار سواروں کے دستوں سمیت دور دراز بیابانوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور لوگ اس کی اقامت گاہ سے ناواقف ہیں۔ وہ رات کی تاریکیوں میں حملے کرتا ہے[9]"

"اخیت" نظامِ فتوت کا ایک نمایاں مظہر رہی اور پانچویں صدی سے آٹھویں صدی ہجری تک کے اکثر فتیان "اخی" کہلاتے تھے۔ اخی فرج زنجانی (م ۴۵۷ھ) دورِ اوائل کے اخیان میں سے تھے۔ کتنے ہی فتیان (اخوہ) کا ذکر ابن بطوطہ کے سفرنامے میں موجود ہے۔ میر سید علی ہمدانی کا رسالہ "فتوتیہ" از ابتدا تا انتہا "اخیت" کا مبین ہے اور اس ضمن میں آنجہانی فرانز ٹیشنر المانوی[10] اور دائرۃ المعارف الاسلامیہ[11] کے مصنفین نے سودمند اشارے کیے ہیں

---

۹ سفرنامہ ابن بطوطہ جلد دوم ۱۰ مطابق حوالہ ۸

۱۱ عنوان "اخی" (AKHI)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسالے کے مصنف کے دو پیرانِ طریقت اخی علی دوستی سمنانی، اور اخی محمد بن محمد اذکانی اسفرائنی اسی روش پر عامل تھے۔ برصغیر میں حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی (م ۷۲۵ھ) کے ایک مرید اخی سراج لکھنوی تھے (م ۷۵۸ھ) ان کا لقب "اخی" ہی ان کے نظریات و اعمال کا مظہر ہے۔

اخوہ و فتیان کے مراکز، اجتماع گاہ اور لنگر خانے وسیع رقبۂ زمین پر پھیلے ہوئے تھے۔ زوایا اور ورزش گاہیں ان سے متصل ہوتی تھیں۔ روحانی تربیت کے علاوہ جسمانی تربیت نیز فنونِ حرب اور آدابِ شاہسواری پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ شاہسواری اور پہلوانوں کی جملہ اصطلاحات، فتوت سے اثر پذیر ہیں؎۱۲ شاہسواری (فروسیت) عرب و عجم اور مغربی فتوت کا مشترک پہلو ہے۔ ایسے ہی "شہسواروں" نے سرزمینِ مغرب کی عیسائی مدنیت کو متاثر کیا۔ علاوہ ازیں صلیبی جنگوں میں شریک ہونے والے "فتیان رضاکار" بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔

نظامِ فتوت کی مخصوص اصطلاحیں

نظامِ فتوت کے بارے میں عربی اور فارسی میں لکھی جانے والی بعض کتابوں میں قارئین اس مسلک کے بارے میں مخصوص اصطلاحات کو ملاحظہ کریں گے۔ فتیان کے درمیان مستعمل اصطلاحات میں سے بعض عربی اور فارسی ادبیات کا جزو بن گئیں، مگر کچھ ایسی بھی ہیں جو عام طور پر رواج نہ پا سکیں۔ ایسی پچیس اصطلاحات "کتاب الفتوۃ" لابن المعمار میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ بظاہر انہیں سے شمس الدین آملی نے انہیں "نفائس الفنون فی عرائس العیون" جلد دوم میں بیان کیا ہے ہم ان اصطلاحات کو انہی کتب کی ترتیب کے مطابق مگر بالاجمال لکھ رہے ہیں۔

۱۔ بیت۔ فتیان، اخوہ کا ایک ایسا گروہ جس کی انفرادیت مشخص ہو جیسے "بیت العلاص" (رہبر اول فتیان کا بیت) فتیان کی برادری کو مختلف کاموں کی خاطر مختلف "بیوت" میں منقسم کر دیتے تھے۔ چونکہ فتیان ایک نیم عسکری تنظیم سے تھے، اس لیے "بیت" کا وجود ضروری تھا۔ "بیت" کے فتیان کی تعداد مقرر نہ تھی، البتہ "حزب" میں منقسم کرتے وقت یکساں تعداد کے "احزاب" کا خیال رکھا جاتا تھا۔

© rasailojaraid.com

۱۲؎ کاظم کاظمی، نقشِ پہلوانی در فرہنگِ ایرانی، تہران

© rasailojaraid.com

۲- **نسبت**: یعنی "فتیٰ" کا "کبیر" اور "جد" دو اصطلاحات سے انتساب۔ جس طرح افراد قبائل سے منسوب ہوتے ہیں جیسے "طے" سے "طائی" اور "ہاشم" سے "ہاشمی"، اسی طرح فتیان "کبیر" اور "جد" سے منسوب رہتے تھے۔ "نسبت" تعارف کا ایک ذریعہ تھا۔ مثلاً کبیر کا نام امجد ہو اور جد کا احمد، تو ان کے ماتحت فتیٰ کو "امجدی احمدی" کہا جائے گا یا دونوں نسبتوں میں سے کوئی ایک استعمال کی جائے گی۔

۳- **حزب**: حزب، بیت کا ایک جزو ہے اور ایک بیت میں کئی کئی احزاب ہوتے تھے۔ عام طور پر ایک قد، عمر اور ظاہری ہیئت کے افراد کو ایک "حزب" میں شامل کرتے اور ایک "فتیٰ" کو ان کا سرپرست مقرر کرتے تھے۔ ایک "بیت" کے "احزاب" کو برابر برابر تعداد میں منقسم کرتے تھے۔ ہزار افراد کا "بیت" ہو تو کبھی اڑھائی سو افراد کے چار "احزاب" ہوں گے اور کبھی سو سو کے دس، البتہ "بیوت" میں افراد کی تعداد مختلف تھی۔

۴- **کبیر**: اسے "زعیم قوم" کہتے تھے۔ ایک تجربہ کار اور سینیر "فتیٰ" جو کسی نووارد امیدوار کو تربیت دینے کا مجاز ہو اور پھر اس کی موافق رائے کے مطابق "امیدوار" "ابن" کا لقب پا سکے۔ جس وقت "ابن" کو "فتیٰ" بنانے کی تقریب منعقد ہوتی تھی "کأس الفتوۃ" سے آب ملیح پلانے کا کام "کبیر" کے ذمہ تھا۔ کبیر کو اب شیخ، قائد، عقید، راس الحزب اور سر البیت کے القاب سے بھی یاد کیا جاتا رہا ہے۔ وہ بڑی اہم شخصیت ہوتی تھی۔ فتیان برادری کے لیے عمدہ اور سہولت آمیز ماحول پیدا کرنا، فتوت کے آداب و رسوم کی پابندی کروانا اور سنتِ رسولؐ کی پابندی (البتہ فتیان کے عقائد کے مطابق) کی کوشش کرنا، اس کے فرائض میں شامل تھا۔

۵- **جد**: نسبت کا مرجع تھا۔ اسے کبیر الکبیر بھی کہتے تھے۔ مرکز فتیان کا مرشد اعلیٰ اور کافی اختیارات کا حامل تھا۔ جد، کبیر کے بعد کا درجہ ہے اور اس کے انتخاب کی خاطر "کبیر" فیصلہ دیتے تھے۔

۶- **رفیق**: "بیت" کے جملہ منسوبین ایک دوسرے کے "رفیق" تھے۔ کلمہ "رفیق" جو کہ بھی رفاقت کا رواج لیے ایک صالح لقب ہے ہر فتیٰ کے نام سے پہلے بولا اور لکھا جاتا تھا۔ مثلاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"رفیق امجد" نظامِ فتوت دراصل نظامِ رفاقت ہے۔ "فتیٰ" کی تربیت میں اسے "آدابِ رفاقت" بھی سکھائے جاتے تھے۔ "ہر بیت" کے فتیان میں سے بعض کو "رفیق اعلیٰ" بنایا جاتا تھا، اس صورت میں اصطلاح کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ دوسرے ہم نوع کے خدمت گزار ہوتے تھے۔ اس اصطلاح کی توضیح میں "کتاب الفتوۃ" لابن المعمار نے رفاقت و اخوت کی اہمیت پر زورِ قلم صرف کیا اور خلوت و جلوت میں "آدابِ رفاقت" کی ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔

۷۔ **مسابل (مسابل)**۔ ایک درجے کے مساوی لوگ: "ابن" جنہوں نے ایک "کبیر" کے ہاتھ سے "شرب" (دیکھیے اصطلاح نمبر ۱۵) کیا ہو "جد" جو دو مختلف مراکز میں ہو، مساوی الدرجہ ہونے کی بنا پر "مسابل / مسابلہ" کہلاتے تھے بقول ابن المعمار "کابن العم المساوی لابن عمہ الآخر" مسابل غلط ہے اور مسابل صحیح۔

۸۔ **دکش** (غلطی سے تکش بھی لکھتے ہیں) "دکش" اصطلاحِ فتوت میں اس "فتیٰ" کو کہتے ہیں جسے اپنی نا اہلی یا کسی تادیبی کارروائی کے نتیجے میں نظامِ فتوت سے خارج کر دیا گیا ہو "کان فتیً دلیس ھوا لآن"۔ فتیان برادری میں سے اخراج کا عمل اصطلاحات "اخذ" اور "مرحی" کے تحت ملاحظہ ہو۔ عام اصطلاح میں "دکش" "نااہل و نالائق" کے مترادف نازیبا کلمہ ہے۔

۹۔ **بکر**۔ "بکر" نظامِ فتوت میں داخل ہونے کے متمنی امیدوار کو کہتے ہیں جب تک وہ "شرب" نہ کرے یا کسی غیر مجاز کے ہاتھ سے "شرب" کر بھی لے، تو وہ "بکر" ہی کہلائے گا۔

۱۰۔ **نعتیل**۔ "نقتل" یا "نقیل" اس "فتیٰ" کو کہتے ہیں جو ایک "کبیر" (رئیس حزب) یا "جد" (صاحبِ رکن) کو چھوڑ کر کسی دوسرے کبیر یا جد کے ہاں چلا جائے۔ عام طور پر یہ کلمہ طنزیہ بولا جاتا تھا یعنی ایسے شخص کے لیے جو نظامِ فتوت میں ایک جگہ جم کر کام نہ کر سکے۔ بعض شرائط کے تحت البتہ حزب، بیت اور مرکز کو تبدیل کر دینے کی اجازت بھی مگر ضروری تھا کہ اس ضمن میں کبیر اور جد نے اجازت دے رکھی ہو۔

۱۱۔ **وکیل**۔ نظامِ فتوت کے کسی عہدہ دار کا قائم مقام فتیٰ (مرد) جو کسی معین مدت کے لیے اس کے فرائض انجام دیتا رہتے وکیل کہلاتا تھا۔ مؤکل کے فرائض اور حقوق اس پر واجب ہوتے تھے۔

۱۳؎ سہ ماہی اقبال ریویو (... [illegible]) میں ... مقالہ "اقبال اور جوانمرداں" ملاحظہ ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اگر دوکالت کے دوران اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس کی باز پرس ضروری ہو، تو "اخذ" اور "رمی" (اصطلاحات نمبر ۱۹ و ۲۰) کا عمل اس پر ہو سکتا تھا۔

۱۲۔ نقیب: اسے خطیب القوم بھی کہتے تھے وہ فتیان کا ترجمان اور ان کے درمیان رونما ہونے والے تنازعات میں مصالحت کروانے والا تھا۔ وہ نیک اور نیکی کا درس دینے والا شخص ہوتا تھا۔ اسے زعیم القوم (کبیر) اس کام پر مامور کرتا تھا۔ "نقیب" فتیان میں سے ہی مقرر کیا جاتا تھا۔ ابن المعمار کے بقول "نقیب" قرآن مجید کی ان آیات کے بموجب اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (۲: ۴۴) اور "وما ارید ان اخالفکم الی ما انھاکم عنه" پہلے نیکی کے کاموں پر عمل کر کے نمونہ بنتا اور پھر دیگر "فتیان" کو بھی قول و فعل میں مطابقت رکھنے کی تلقین کرتا تھا۔

۱۳۔ شد: "ابن" کے "فتی" بننے کی تقریب میں "استاد شد"[1] کے ہاتھوں "فتی" کے ازار بند میں تین گرہیں لگائے جانے کی رسم کو اصطلاح میں "شد" کہتے ہیں۔

۱۴۔ تکمیل: "شد بندی" کے بعد "ابن"، "فتی" کہلانے لگتا ہے۔ اس کے بعد کلاہ فتوت اور خرقہ فتوت پہنایا جاتا ہے پھر فتیان باقاعدہ اسے آزماتے ہیں اور اگر اہل ثابت ہو تو اسے ذمہ داری کے کام سونپے جاتے ہیں۔ "فتی" کا اس آزمائشی دور کو کامیابی کے ساتھ طے کر لینا، اصطلاح میں "تکمیل" کہلاتا ہے۔ ابن المعمار نے شد و تکمیل کے بارے میں مفصل لکھا ہے ابتدائی سطور میں ہے: الشد مبدأ لعهد والعقاد وسبب دخوله فی الفتوة والتکمیل تمام العهد وکماله ومنزلة الشد والتکمیل کالنکاح والدخول بالزوجة

۱۵۔ شرب: "شرب" (پینا) کاس الفتوة سے آب ملیح پینے کی اصطلاح ہے۔ فتیان کی اس سنت اور اس بارے میں ان کی توجیہات کو ہم نے اس سے قبل بیان کر دیا ہے۔

۱۶۔ محاضرہ: یہ "شرب" سے مربوط ہے۔ "شرب" اور مجلس فتیان کی دیگر رسوم کی خاطر جن میں "ابن" "فتی" بنتے ہیں، جوانمردان شہر کو اس مجلس میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی تھی۔ اس دعوت

[1] ماہنامہ فکر و نظر مئی ۱۹۷۰ء ص ۸۰۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا مقصد فتیان کے درمیان رابطے کو مضبوط تر کرنا تھا۔ اس اصطلاح میں اس دعوت کو "محافرہ" کہتے ہیں۔

۱۷۔ نقلہ (النقلہ) یہ نقیل و نقیل سے ہی ماخوذ ہے جب کوئی "فتیٰ" ترقی پا کر دوسرے حزب یا بیت میں داخل ہو تو اسے مجاز و محمود سمجھا جاتا ہے۔ اسے "نقلہ" سے بیان کرتے ہیں۔

۱۸۔ تعبیر (عبور کرنا) یہ بھی ترقی کرنے کی اصطلاح ہے مگر غیر معمولی۔ اگر کوئی "ابن" درمیانی واسطوں سے قطع نظر "جد" کہلا سکتا ہو، "فتیٰ" نہ ہو یا کوئی دیگر غیر معمولی ترقی پا لے تو اسے "تعبیر" کہتے ہیں۔ تعبیر کے مجاز یا غیر مجاز ہونے کے بارے میں اختلافِ نظر رہا ہے۔

۱۹۔ اخذ (چھین لینا) کسی بدعملی کی بنا پر "پدرِ فتوت" (رئیس گروہ) کسی "فتیٰ" کا خرقہ فتوت چھین کر اس کی رکنیت کو معطل کر سکتا تھا البتہ ماخوذ رکن کو اپنی صفائی پیش کرنے اور تلافیِ مافات کرنے کا موقع دیا جاتا تھا۔

۲۰۔ رمی "کبیر" کوئی کام خلافِ ضابطہ کرتا تھا تو فتیان اس کا محاکمہ کرنے اور اسے معطل کرنے کے مجاز تھے۔ تعطل کے بعد اگر وہ اپنی صفائی پیش کر سکتا تو بحال ہو جاتا تھا ورنہ برادری سے خارج۔ اس کام کو "رمی" (پھینکنا) کہتے تھے۔

۲۱۔ غیب ایسا کام کرنا جس سے فتوت کا ابطال ہو جائے۔ ایسے بہت سے کام تھے مثلاً ذخیرہ اندوزی، تہمت تراشی اور دھوکا بازی وغیرہ۔ البتہ عیوب کی فہرست مختلف مراکز میں مختلف رہی ہے۔

۲۲۔ وقف "جد" کسی مصلحت کی بنا پر "محافرہ" (اصطلاح نمبر ۱۴) منعقد ہونے کو کسی وقت تک موقوف کر سکتا تھا اسے "وقف" کہتے تھے اور اس ضمن میں "جد" کو اختیارات حاصل تھے۔

۲۳۔ محاکمہ "رمی" (اصطلاح نمبر ۲۰) میں بیان ہو چکا ہے کہ "فتیٰ" اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر "کبیر" کے خلاف درخواست دیتے اور اسے معطل کروا سکتے تھے۔ اس ضمن میں فتیان "زعیم" یا کسی دوسرے فتیٰ رفتیان کو حَکَم بنوا سکتے تھے۔ یہی عمل "محاکمہ" ہے۔

۲۴۔ ہبہ ایک "کبیر" اگر کسی فتیٰ (رفیق) کو اس کی رضامندی سے کسی دوسرے "کبیر" کے ماتحت قرار دے دے بشرطیکہ یہ دوسرا "کبیر" اس فتیٰ کو قبول پر راضی ہو، تو اس

© rasailojaraid.com